انجیل شریف

اہلِ عبرانیوں کے نام ایک تبلیغی خط

ازلی محبوب(سیدنا عیسیٰ مسیح) کی معرفت اللہ وتبارک تعالیٰ کا کلام

رکوع 1

(1)اگلے زمانہ میں اللہ وتبارک تعالیٰ نے آباؤ اجداد سے حصہ بہ حصہ اور طرح بہ طرح انبیاء کرام کے ذریعہ کلام کرکے ۔
(2)اس ایاّم کے آخر میں ہم سے ازلی محبوب کے ذریعہ کلام کیا جسے پروردگارِ عالم نے تمام چیزوں کا وارث ٹھہرایا اور آپ کے وسیلہ سے اس نے عالم کو خلق کیا۔(3)آپ رب العالمین کی بزرگی کا عکس اور ان کی ماہیت کا عین نقش ہوکر تمام چیزوں کو اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتے ہیں۔آپ گناہوں کی تطہیر کرکے عرشِ معلیٰ پر حشمت کی دہنی طرف جا بیٹھے۔

پروردگارِ عالم کے ازلی محبوب کی عظمت

(4) اور فرشتوں سے اسی قدر بزرگ ترین ہوگئے جس قدر آپ نے میراث میں ان سے عمدہ ترین نام پایا۔(5)کیونکہ فرشتگان میں سے رب العالمین نے کب کسی سے فرمایا کہ

تم میرے ازلی محبوب ہو۔
آج تم مجھ سے زائیدہ ہوئے

اور پھر یہ کہ

میں اس کا پروردگار ہوں گا
اور وہ میرا محبوب ہوگا۔

(6)اور جب اکلوتے محبوب کو دنیا میں بھیجتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ

اللہ وتبارک تعالیٰ کے سب فرشتگان آپ کو سجدہ کریں

(7)اور فرشتگان کی بابت یہ فرماتے ہیں کہ

وہ اپنے فرشتوں کو ہوائیں
اور اپنے عابدوں کو آگ کے شعلے بناتا ہے۔

(8)مگر محبوب کی بابت فرماتے ہیں کہ

رب العالمین آپ کا تخت ابد الآباد رہے گا
اور آپ کی سلطنت کا عصا سچائی کا عصا ہے۔
(9)آپ نے سچائی سے محبت اور بد کاری سے نفرت رکھی۔
اسی سبب سے پروردگار نے یعنی آپ کے رب نے
خوشی کے تیل سے
آپ کے ہمدستوں کی نسبت آپ کو زیادہ پاک کیا۔
(10) اور یہ کہ
اے مولا! آپ نے تو ابتدا میں زمین کی نیو ڈالی
اور آسمان آپ کے ہاتھوں کی کاری گری ہیں۔
(11)وہ نیست ہو جائیں گے مگر آپ ہی کو بقا ہے
اور وہ سب پوشاک کی مانند بوسیدہ ہو جائیں گے۔
(12)مگر آپ انہیں لبادہ کی طرح طے کریں گے
اور وہ پوشاک کی طرح بدل جائیں گے
مگر آپ تو وہی ہیں
اور آپ کے برس ختم نہ ہوں گے۔
(13)لیکن اللہ و تبارک تعالیٰ نے فرشتگان میں سے کب کسی سے فرمایا کہ
تم میری دہنی طرف بیٹھو
جب تک میں تمہارے دشمنوں کو تمہارے پاؤں
تلے کی چوکی نہ کردوں۔
(14) کیا وہ سب خدمت گذار روحیں نہیں جو نجات کے وارثوں کی خاطر خدمت کو بھیجی جاتی ہیں ؟

اتنی بڑی نجات

رکوع 2

(1)اس لئے جو باتیں ہم نے سنیں ان پر اور بھی دل لگا کر غور کرنا چاہیے تا کہ بہہ کر ان سے دور نہ چلیں جائیں۔(2) کیونکہ جو کلام فرشتگان کے ذریعہ فرمایا گیا تھا جب وہ قائم رہا اور ہر قصور اور نافرمانی کا واجبی بدلہ ملا۔(3) تو اتنی بڑی نجات سے غافل رہ کر ہم کیوں کربچ سکتے ہیں؟ جس کا بیان پہلے پروردگار کے وسیلہ سے ہوا اور سننے والوں سے ہمیں پایۂ ثبوت کو پہنچا۔(4)اور ساتھ ہی رضاِ الہیٰ کے موافق نشانوں اور عجیب کاموں اور طرح طرح کے معجزوں اور روحِ الہیٰ کی نعمتوں کے ذریعہ سے اس کی شہادت دیتے رہے۔

ہماری نجات کے سردار

(5)رب العالمین نے اس آنے والے جہان کو جس کا ہم ذکر کرتے ہیں فرشتگان کے تابع نہیں کیا۔

(6) بلکہ کسی نے یہ شہادت دی ہے کہ

انسان کیا چیز ہے جو آپ اس کا خیال کرتے ہیں؟
یاآدم زاد کیا ہے جو آپ اس پر نگاہ کرتے ہیں ؟
(7) آپ نے اسے فرشتگان سے کچھ ہی کم کیا۔
آپ نے اس پر بزرگی اور عزت کا تاج رکھا
اور اپنے ہاتھوں کے کاموں پر اسے اختیار بخشا۔
(8)آپ نے تمام چیزیں تابع کرکے اس کے پاؤں تلے کردی ہیں۔

پس جس صورت میں رب العالمین نے تمام چیزیں اس کے تابع کردیں تو اس نے کوئی چیز ایسی نہ چھوڑی جو اس کے تابع نہ کی ہو مگر اب تک تمام چیزیں اس کے تابع نہیں دیکھتے۔(9) البتہ ان کو دیکھتے ہیں جو فرشتگان سے کچھ ہی کم کئے گئے یعنی سیدنا عیسیٰ کو کہ موت کا دکھ سہنے کے سبب سے بزرگی اور عزت کا تاج انہیں پہنایا گیا ہے تا کہ پروردگار کی مہربانی سے آپ ہر ایک آدمی کے لئے موت کا مزہ چکھیں۔(10) کیونکہ جس کے لئے تمام چیزیں ہیں اور جس کے وسیلہ سے تمام چیزیں ہیں اس کو یہی مناسب تھا کہ جب بہت سے فرزندوں کو بزرگی میں داخل کرے تو ان کی نجات کے بانی کو دکھوں کے ذریعہ سے کامل کرلے۔(11) اس لئے کہ پاک کرنے والا اور پاک ہونے والے سب ایک ہی اصل سے ہیں۔اسی باعث وہ انہیں بھائی کہنے سے نہیں شرماتا۔

(12)چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ

تمہارا نام میں اپنے بھائیوں سے بیان کروں گا

جماعت میں تمہاری حمد کے گیت گاؤں گا۔

(13) اور پھر یہ کہ میں اس پر بھروسہ رکھوں گا اور پھر یہ کہ دیکھومیں ان لڑکوں سمیت جنہیں پروردگار نے مجھے دیا۔ (14) پس جس صورت میں کہ لڑکے خون اور گوشت میں شریک ہیں تو وہ خود بھی ان کی طرح ان میں شریک ہوا تاکہ موت کے وسیلہ سے جسے موت پر قدرت حاصل تھی یعنی ابلیس کو نیست ونابود کردے۔(15) اور جو عمر بھر موت کے ڈر سے غلامی میں گرفتار رہے انہیں چھڑالے۔(16) پس انہیں (یعنی سیدنا عیسیٰ) سب باتوں میں اپنے بھائیوں کی مانند بننا لازم ہوا تاکہ امت کے گناہوں کا کفارہ دینے کےواسطے ان باتوں میں جو پروردگارِ عالم سے تعلق رکھتی ہیں ایک رحم دل اور دیانت دار امامِ اعظم بنے۔(18) کیونکہ جس صورت میں آپ نے خودہی آزمائش کی حالت میں دکھ اٹھایا توآپ ان کی بھی مدد کرسکتے ہیں جن کی آزمائش ہوتی ہے۔

سیدنا عیسیٰ مسیح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بلند رتبہ ہیں

رکوع 3

(1) پس اے پاک بھائیو! تم جو آسمانی بلاوے میں شریک ہو۔ اس رسول مقبول اور امامِ اعظم عیسیٰ پر غور کرو جس کا ہم اقرار کرتے ہیں۔(2)جو اپنے مقرر کرنے والے کے حق میں دیانت دار تھے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے سارے گھر میں تھے۔ (3) کیونکہ آپ موسیٰ علیہ السلام سے اس قدر زیادہ عزت کے لائق سمجھے گئے جس قدر گھر کا بنانے والا گھر سے زیادہ عزت دار ہوتا ہے۔ (4) چنانچہ ہر ایک گھر کا کوئی نہ کوئی بنانے والا ہوتا ہے مگر جس نے تمام چیزیں بنائیں وہ پروردگارِ عالم ہیں۔(5)حضرت موسیٰ علیہ السلام تو ان کے سارے گھر میں خادم کی طرح دیانت دار رہیں تاکہ آئندہ بیان ہونے والی باتوں کی شہادت دیں۔(6)لیکن سیدنا عیسیٰ مسیح محبوب کی طرح پروردگار کے گھر کے مختار ہیں اور ان کا گھر ہم ہیں بشرطیکہ اپنی دلیری اور امید کا فخر آخرتک مضبوطی سے قائم رکھیں۔

(7) پس جس طرح روحِ الہیٰ فرماتا ہے۔

اگر آج تم اس کی آواز سنو

(8) تو اپنے دلوں کو سخت نہ کرو جس طرح غصہ

دلانے کے وقت

آزمائش کے دن جنگل میں کیا تھا۔

(9)جہاں تمہارے آباؤ اجداد نے مجھے جانچا اور آزمایا

اور چالیس برس تک میرے کام دیکھے۔

(10)اسی لئے میں اس پشت سے ناراض ہوا

اور کہا کہ ان کے دل ہمیشہ گمراہ ہوتے رہتے ہیں۔

اور انہوں نے میری راہوں کو نہیں پہچانا۔

(11)چنانچہ میں نے اپنے غضب میں قسم کھائی

کہ یہ میرے آرام میں داخل نہ ہونے پائیں گے۔

(12)اے بھائیو!خبردار ! تم میں سے کسی کا ایسا بُرا اور بے ایمان دل نہ ہو جو زندہ رب سے پھر جائے۔(13) بلکہ جس روز تک آج کا دن کہا جاتا ہے ہر روز آپس میں نصیحت کیا کرو تاکہ تم میں سے کوئی گناہ کے فریب میں آکر سخت دل نہ ہوجائے۔(14)کیونکہ ہم سیدنا عیسیٰ مسیح میں شریک ہوئے ہیں بشرطیکہ اپنے ابتدائی بھروسہ پر آخر تک مضبوطی سے قائم رہیں۔(15) چنانچہ فرمایا جاتا ہے کہ

اگر آج تم اس کی آواز سنو

تو اپنے دلوں کو سخت نہ کرو

جس طرح کہ غصہ دلانے کے وقت کیا تھا۔

(16) کن لوگوں نے آواز سن کر غصہ دلایا؟ کیا ان سب نے نہیں جو موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے مصر سے نکلے تھے ؟ (17) اور وہ کن لوگوں سے چالیس برس تک ناراض رہا؟ کیا ان سے نہیں جنہوں نے گناہ کیا اور ان کی لاشیں بیابان میں پڑی رہیں؟ (18)اور کن کی بابت اس نے قسم کھائی کہ وہ میرے آرام میں داخل نہ ہونے پائیں گے سوا ان کے جنہوں نے نافرمانی کی ؟ (19)غرض ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بے ایمانی کے سبب سے داخل نہ ہوسکے۔

رکوع 4

(1) پس جب پروردگارِ عالم کے آرام میں داخل ہونے کا وعدہ باقی ہے تو ہمیں ڈرنا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی اس میں داخل ہونے سے محروم رہ جائے۔(2) کیونکہ ہمیں بھی ان ہی کی طرح خوشخبری سنائی گئی لیکن سنے ہوئے کلام نے ان کو اس لئے کچھ فائدہ نہ دیا کہ سننے والوں کے دلوں میں ایمان کے ساتھ نہ بیٹھا۔ (3)اور ہم جو ایمان لائے اس آرام میں داخل ہوتے ہیں جس طرح اس نے فرمایا کہ

میں نے اپنے غضب میں قسم کھائی

کہ یہ میرے آرام میں داخل نہ ہونے پائیں گے

گو بنایِ عالم کے وقت اس کے کام ہو چکے تھے۔(4) چنانچہ اس نے ساتویں دن کی بابت کسی موقع پر اس طرح کہا ہے کہ پروردگار نے اپنے سب کاموں کو پورا کرکے ساتویں دن آرام فرمایا۔(15)اور پھر اس مقام پر ہے کہ

وہ میرے آرام میں داخل نہ ہونے پائیں گے۔

(6) پس جب یہ بات باقی ہے کہ بعض اس آرام میں داخل ہوں اور جن کو پہلے خوشخبری سنائی گئی تھی وہ نافرمانی کے سبب سے داخل نہ ہوئے۔(7) تو پھر ایک خاص دن ٹھہرا کر اتنی مدت کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب میں اسے آج کا دن کہتے ہیں جیسا پیشتر فرمایا گیا ہے کہ

اگر آج تم اس کی آواز سنو

تو اپنے دلوں کو سخت نہ کرو۔

(8) اور اگر حضرت یشوع علیہ السلام نے انہیں آرام میں داخل کیا ہوتا تو وہ اس کے بعد دوسرے دن کا ذکر نہ کرتے۔(9) پس پروردگار کی امت کے لئے سبت کا آرام باقی ہے۔ (10) کیونکہ جو اس کے آرام میں داخل ہوا اس نے بھی پروردگار کی طرح اپنے کاموں کو پورا کرکے آرام فرمایا۔(11) پس آؤ ہم اس آرام میں داخل ہونے کی کوشش کریں تاکہ ان کی طرح نافرمانی کرکے کوئی شخص گر نہ پڑے۔(12) کیونکہ پروردگار کا کلام زندہ اور موثر اور ایک دو دھاری تلوار سے زیادہ تیز ہے اور نفس اور روح اور بند بند اور گودے کو جدا کرکے گذر جاتا ہے اور دل کے خیالوں اور ارادوں کو جانچتا ہے۔(13) اور اس سے مخلوقات کی کوئی چیز چھپی نہیں بلکہ جس سے ہم کو کام ہے اس کی نظروں میں تمام چیزیں کھلی اور بے پردہ ہیں۔

سیدنا عیسیٰ مسیح امامِ اعظم

(14) پس جب ہمارے ایک ایسے بڑے امامِ اعظم ہیں جو آسمانوں سے گذر گئے یعنی اللہ و تبارک تعالیٰ کے محبوب سیدنا عیسیٰ تو آؤ ہم اپنے اقرار پر قائم رہیں۔(15) کیونکہ ہمارا ایسا امامِ اعظم نہیں جو ہماری کمزوریوں میں ہمارا ہمدرد نہ ہو سکے بلکہ وہ سب باتوں میں ہماری طرح آزمائے گئے تو بھی بے گناہ رہے۔(16) پس آؤ ہم مہربانی کے تخت کے پاس دلیری سے چلیں تاکہ ہم پر رحم ہو اور وہ مہربانی حاصل کریں جو ضرورت کے وقت ہماری مدد کرے۔

رکوع 5

(1) کیونکہ ہر امامِ اعظم آدمیوں میں سے منتخب ہو کرآدمیوں ہی کے لئے ان باتوں کے واسطے مقرر کیا جاتا ہے جو پروردگار سے تعلق رکھتی ہیں تا کہ منتیں اور گناہوں کی قربانیاں پیش کرے۔ (2) اور وہ نادانوں اور گمراہوں سے نرمی کے ساتھ پیش آنے کے قابل ہوتا ہے اس لئے کہ وہ خود بھی کمزوری میں مبتلا رہتا ہے۔(3) اور اسی سبب سے اس پر فرض ہے کہ گناہوں کی قربانی جس طرح امت کی طرف سے پیش کرے اسی طرح اپنی طرف سے بھی چڑھائے۔ (4)اور کوئی شخص اپنے آپ یہ عزت اختیار نہیں کرتا جب تک حضرت ہارون علیہ السلام کی طرح پروردگار کی طرف سے بلایا نہ جائے۔(5) اسی طرح سیدنا عیسیٰ نے بھی امامِ اعظم ہونے کی بزرگی اپنے تیئں نہیں دی بلکہ پروردگار نے دی جس نے آپ سے فرمایا تھا کہ

تم میرے محبوب ہو۔

آج تم مجھ سے زائیدہ ہوئے۔

(6)چنانچہ پروردگارِ عالم دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ

تم ملکِ صدق کے طور پر

ابد تک امام ہو۔

(7)آپ نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو آنسو بہا بہا کر پروردگار سے دعائیں اور التجائیں کیں جو آپ کو موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب سے آپ کی سنی گئی ۔(8)اور باوجود ازلی محبوب ہونے کے آپ نے دکھ اٹھا اٹھا کر فرمانبرداری سیکھی۔ (9) اور کامل بن کر اپنے سب فرمانبرداروں کے لئے ابدی نجات کا باعث ہوئے۔(10) اور آپ کو پروردگار کی طرف سے ملکِ صدق کے طور پر امامِ اعظم کا خطاب ملا۔

ایمان سے انحراف کے خلاف انتباہ

(11)آپ کے بارے میں ہمیں بہت سی باتیں کہنا ہے جن کا سمجھانا مشکل ہے اس لئے کہ تم اونچا سننے لگے ہو۔(12)وقت کے خیال سے تو تمہیں استاد ہونا چاہیے تھا مگر اب اس بات کی حاجت ہے کہ کوئی شخص پروردگارِ عالم کے کلام کے ابتدائی اصول تمہیں پھر سکھائے اور سختِ غذا کی جگہ تمہیں دودھ پینے کی حاجت پڑ گئی ۔(13) کیوں کہ دودھ پیتے ہوئے کو سچائی کے کلام کا تجربہ نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ بچہ ہے۔ (14)اور سخت غذا پوری عمر والے کے لئے ہوتی ہے جن کے حواس کام کرتے کرتے نیک و بد میں امتیاز کرنے کے لئے تیز ہوگئے ہیں۔

رکوع 6

پس آؤ سیدنا عیسیٰ مسیح کی تعلیم کی ابتدائی باتیں چھوڑ کر کمال کی طرف قدم بڑھائیں اور مردہ کاموں سے توبہ کرنے اور پروردگار پر ایمان لانے کی ۔ (2) اور اصطباغ اور ہاتھ رکھنے اور مردوں کے جی اٹھنے اور غیر فانی عدالت کی تعلیم کی بنیاد دوبارہ نہ ڈالیں۔(3) اور رب العالمین چاہے تو ہم یہی کریں گے ۔(4) کیونکہ جن لوگوں کے دل ایک بار روشن ہوگئے اور وہ آسمانی مہربانی کا مزہ چکھ چکے اور روحِ الہیٰ میں شریک ہوگئے ۔ (5) اور پروردگار کے عمدہ کلام اور آئندہ جہان کی قوتوں کا ذائقہ لے چکے۔(6) اگر وہ سرکش ہوجائیں تو انہیں توبہ کے لئے پھر نیا بنانا ناممکن ہے اس لئے کہ وہ پروردگار کے ازلی محبوب کو اپنی طرف سے دوبارہ مصلوب کرکے علانیہ ذلیل کرتے ہیں۔(7) کیونکہ جو زمین اس بارش کا پانی پی لیتی ہے جو اس پر بار بار ہوتی ہے اور ان کے لئے کار آمد سبزی پیدا کرتی ہے جن کی طرف سے اس کی کاشت بھی ہوتی ہے وہ رب العالمین کی طرف سے برکت پاتی ہے۔ (8) اور اگر جھاڑیاں اور اونٹ کٹارے اگاتی ہے تو نامقبول اور قریب ہے کہ لعنتی ہو اور اس کا انجام جلایا جانا ہے۔

(9) لیکن اے عزیزو! اگرچہ ہم یہ باتیں کہتے ہیں تو بھی تمہاری نسبت ان سے بہتر اور نجات والی باتوں کا یقین کرتے ہیں۔(10) اس لئے کہ اللہ وتبارک تعالیٰ بے انصاف نہیں جو تمہارے کام اور اس محبت کو بھول جائے جو تم نے اس کے نام کے واسطے اس طرح ظاہر کی کہ پارساؤں کی خدمت کی اور کررہے ہو۔(11) اور ہم اس بات کے آرزومند ہیں تاکہ تم میں سے ہر شخص پوری امید کے واسطے آخر تک اسی طرح کوشش ظاہر کرتا ہے۔ (12) تاکہ تم سست نہ ہوجاؤ بلکہ ان کی مانند بنو جو ایمان اور تحمل کے باعث وعدوں کے وارث ہوتے ہیں۔

پروردگارِ عالم کا معتبرہ وعدہ

(13) چنانچہ جب پروردگار نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے وعدہ کرتے وقت قسم کھانے کے واسطے کسی کو اپنے سے بڑا نہ پایا تو اپنی ہی قسم کھا کر۔(14) فرمایا کہ یقیناً میں تمہیں برکات پر برکات عطا کروں گا اور تمہاری اولاد کو بہت بڑھاؤں گا۔(15) اور اس طرح صبر کرکے انہوں نے وعدہ کی ہوئی چیز کو حاصل کیا۔(16) آدمی تو اپنے سے بڑے کی قسم کھایا کرتے ہیں اور ان کے ہر قضیہ کا آخری ثبوت قسم سے ہوتا ہے۔ (17) اس لئے جب پروردگار نے چاہا کہ وعدہ کے وارثوں پر اور بھی صاف طور سے ظاہر کرے کہ میرا ارادہ بدل نہیں سکتا تو قسم کو درمیان میں لائے ۔(18) تاکہ دو بے تبدیل چیزوں کے باعث جن کے بارے میں پروردگار کا جھوٹ بولنا ممکن نہیں ہماری پختہ طور سے دلجمعی ہوجائے جو پناہ لینے کو اس لئے دوڑے ہیں کہ اس امید کو جو سامنے رکھی ہوئی ہے قبضہ میں لائیں۔(19) وہ ہماری جان کا ایسا لنگر ہے جو ثابت اور قائم رہتا ہے اور پردہ کے اندر تک بھی پہنچتا ہے۔(20) جہاں سیدنا عیسیٰ مسیح ہمیشہ کے لئے ملکِ صدق کے طور پر امامِ اعظم بن کر ہماری خاطر پیشرو کے طور پر داخل ہوئے ہیں۔

فضیلت امامت مِلکِ صدق

رکوع 7

(1) کیونکہ ملکِ صدق شاہ شالیم پروردگار کے امام ہمیشہ امام رہتے ہیں۔جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بادشاہوں کو قتل کرکے واپس آرہے تھے تو اسی نے ان کا استقبال کیا اور آپ کے لئے برکت چاہی ۔(2)انہیں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عشر ادا کیا - یہ اول تو اپنے نام کے معنی کے موافق سچائی کا بادشاہیں اور پھر شالیم یعنی صلح کا بادشاہ۔(3)آپ بے پدر اور بے ماں اور بے شجرہ نسب ہیں۔ نہ آپ کی عمر کا شروع نہ زندگی کا آخر بلکہ پروردگار کے ازلی محبوب کے مشابہ ٹھہرے۔

(4) پس غور کرو کہ یہ کیسے بزرگ تھے جن کا قوم کے بزرگ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوٹ کے عمدہ سے عمدہ مال کا عشر دیا۔(5)اب لاوی کی اولاد میں سے جو امامت کا عہدہ پاتے ہیں ان کو حکم ہے کہ امت یعنی اپنے بھائیوں سے اگرچہ وہ حضرت ابراہیم ہی کی صلب سے پیدا ہوئے ہوں شریعت کے مطابق عُشر لیں ۔(6)مگر جس کا شجرہ نسب ان سے جدا ہے اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عشرُ لیا اور جن سے وعدہ کیا گیا تھا کہ ان کے لئے برکت چاہی۔(7) اور اس میں کلام نہیں کہ چھوٹا بڑے سے برکت پاتا ہے۔(8)اور یہاں تو مرنے والے آدمی عشرُ لیتے ہیں مگر وہاں وہی لیتا ہے جس کے مطابق شہادت دی جاتی ہے کہ زندہ ہے۔(9)پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ لاوی نے بھی جو عشرُ لیتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ سے عشرُ دیا۔(10) اس لئے کہ جس وقت ملک صدق نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا استقبال کیا تھا وہ اس وقت تک اپنے والد کی صلب میں تھے۔

(11)پَس اگر نبی لاوی کی امامت سے کاملیت حاصل ہوتی (کیونکہ اسی کی ماتحتی میں امت کو شریعت ملی تھی) تو پھر کیا حاجت تھی کہ دوسرا امام ملکِ صدق کے طور پر پیدا ہوا اور حضرت ہارون علیہ السلام کے طریقہ کا نہ گنا جائے۔(12)اور جب امامت بدل گئی تو شریعت کا بھی بدلنا ضرور ہے۔

(13) کیوں کہ جس کی بابت یہ باتیں کہی جاتی ہیں کہ وہ دوسرے قبیلہ میں شامل ہے جس میں سے کسی نے قربان گاہ کی خدمت نہیں کی۔(14) چنانچہ ظاہر ہے کہ ہمارے مولا یہوداہ کے قبیلہ میں پیدا ہوئے اور اس فرقہ کے حق میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے امامت کا کچھ ذکر نہیں کیا۔

ملکِ صدق کی مانند ایک اور امام

(15)اور جب ملک صدق کی مانند ایک اور ایسے امام پیدا ہونے والے تھے ۔ (16) جو جسمانی احکام کی شریعت کے موافق نہیں بلکہ غیر فانی زندگی کی قوت کے مطابق مقرر ہوئے تو ہمارا دعویٰ اور بھی صاف ظاہر ہو گیا۔

(17) کیونکہ آپ کے حق میں یہ شہادت دی گئی ہے کہ

آپ ملکِ صدق کے طور پر

ابد تک امام ہیں۔

(18) غرض پہلا حکم کمزو اور بے فائدہ ہونے کے سبب سے منسوخ ہو گیا۔(19)(کیوں کہ شریعت نے کسی چیز کو کامل نہیں کیا)اور اس کی جگہ ایک بہتر امید رکھی گئی جس کے وسیلہ سے ہم پروردگار کے نزدیک جاسکتے ہیں۔(20) اور چونکہ سیدنا مسیح کا تقرر بغیر جسم کے نہ ہوا۔(21)(کیونکہ آپ تو بغیر قسم کے امام مقرر ہوئے ہیں مگر یہ قسم کے ساتھ آپ کی طرف سے ہوا جس نے آپ کی بابت فرمایا کہ

پروردگار نے قسم کھائی ہے اور اس سے پھریں گے نہیں کہ

آپ ابد تک امام ہیں۔)۔

(22)اس لئے سیدنا عیسیٰ مسیح ایک بہتر عہد کے ضامن ٹھہرے۔(23) اور چونکہ موت کے سبب سے قائم نہ رہ سکتے تھے اس لئے تو بہت سے امام مقرر ہوئے ۔(24) مگر چونکہ آپ ابد تک قائم رہنے والے ہیں اس لئے آپ کی امامت لازوال ہے۔(25) اسی لئے جو آپ کے وسیلہ سے پروردگارِ عالم کے پاس آتے ہیں آپ انہیں پوری پوری نجات دے سکتے ہیں کیوں کہ آپ ان کی شفاعت کے لئے ہمیشہ زندہ ہیں۔

(26)چنانچہ ایسے ہی امامِ اعظم ہمارے لائق تھے جو پاک اور بے ریا اور بے داغ اور گنہگاروں سے جدا اور آسمانوں سے بلند کئے گئے ہوں۔(27) اور ان امامِ اعظموں کی مانند اس کے محتاج نہ ہو کہ ہر روز پہلے اپنے گناہوں او رپھر امت کے گناہوں کےواسطے قربانیاں چڑھائے کیونکہ آپ ایک ہی بار گذرے جس وقت اپنے آپ کو قربان کیا۔(28) اس لئے کہ شریعت توکمزور آدمیوں کو امام اعظم مقرر کرتی ہے مگر اس قسم کا کلام جو شریعت کے بعد کھائی گئی اس ازلی محبوب کو مقرر کرتا ہے جو ہمیشہ کے لئے کامل کیے گئے ہوں۔

سیدنا عیسیٰ مسیح ہمارے امامِ اعظم

رکوع 8

(1) اب جو باتیں ہم کہہ رہے ہیں ان میں سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمارے ایسے امام اعظم ہیں جو آسمانوں پر کبریا کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھے۔(2) اور مقدِس اور اس حقیقی خیمہ کے خادم ہیں جسے پروردگار نے کھڑا کیا ہے نہ کہ انسان نے۔(3)اور چونکہ ہر امامِ اعظم منتیں اور قربانیاں پیش کرنے کے واسطے مقرر ہوتےہیں اس لئے ضرور ہوا کہ آپ کے پاس بھی پیش کرنے کو کچھ ہو۔(4) اور اگر آپ زمین پر ہوتے تو ہر گز امام نہ ہوتے اس لئے کہ شریعت کے موافق منت پیش والے موجود ہوتے ہیں۔(5) جو آسمانی چیزوں کی نقل اور عکس کی خدمت کرتے ہیں چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام خیمہ بنانے کو تھے تو آپ کو یہ ہدایت ہوئی کہ دیکھو! جو نمونہ تمہیں پہاڑ پر دکھا یا گیا تھا اسی کے مطابق سب چیزیں بنانا۔(6) مگر اب آپ نے اس قدر بہتر

خدمت پائی جس قدر آپ بہتر عہد کے درمیانی ٹھہرے جو بہتر وعدوں کی بنیاد پر قائم کئے گئےہیں ۔(7) کیونکہ اگر پہلا عہد بے نقص ہوتا تو دوسرے کے لئے موقع نہ ڈھونڈا جاتا۔(8) پس آپ ان کے نقص بتا کر فرماتےہیں کہ

پروردگار فرماتےہیں کہ دیکھو! وہ دن آتےہیں
کہ میں اسرائیل کے گھرانے اور یہوداہ کے گھرانے
سے ایک نیا عہد باندھوں گا۔
(9) یہ اس عہد کی مانند نہ ہوگا جو میں نے ان کے باپ دادا سے اس دن باندھا تھا
جب ملکِ مصر سے نکال لانے کے لئے ان کا ہاتھ پکڑا تھا۔
اس واسطے کہ وہ میرے عہد پر قائم نہیں رہے
اور پروردگار فرماتےہیں کہ میں نے ان کی طرف کچھ توجہ نہ کی ۔
(10) پھر پروردگار فرماتےہیں کہ جو عہد اسرائیل کے گھرانے سے
ان دنوں کے بعد باندھوں گا وہ یہ ہے کہ میں اپنے قانون ان کے ذہن میں ڈالوں گا
اور ان کے دلوں پر لکھوں گا اور میں ان کا پروردگار ہوں گا
اور وہ میری امت ہوں گے ۔
(11) اور ہر شخص اپنے ہم وطن
اور اپنے بھائی کو یہ تعلیم نہ دے گا کہ تم پروردگار کو پہچانو کیونکہ چھوٹے سے بڑے تک سب مجھے
جان لیں گے ۔
(12)اس لئے کہ میں ان کے کج پن پر رحم کروں گا
اور ان کے گناہوں کو پھر کبھی یاد نہ کروں گا۔

(13) جب پروردگار نے نیا عہد کہا تو پہلے کو پرانا ٹھہرایا اور جو چیز پرانی اور مدت کی ہوجاتی ہے وہ مٹنے کی قریب ہوتی ہے ۔

فضیلتِ قربانِ سیدنا عیسیٰ مسیح

رکوع 9

(1)غرض پہلے عہد میں بھی عبادت کے احکام تھے اور ایسا مقدِس جو دینوی تھا۔(2)یعنی ایک خیمہ بنایا گیا تھا۔اگلے میں چراغ دان اور میز اور منت کی روٹیاں تھیں اور اسے پاک مکان کہتےہیں ۔(3) اور دوسرے پردہ کے پیچھے وہ خیمہ تھا جسے پاک ترین کہتےہیں۔(4) اس میں سونے کا عود سوز اور چاروں طرف سونے سے منڈھا ہوا عہد کا صندوق تھا ۔ اس میں من سے بھرا ہوا ایک

سونے کا مرتبان اور پھولا پھلا ہوا حضرت ہارون علیہ السلام کا عصا اور احکام عشرہ تھے۔(5)اور اس کے اوپر بزرگی کے کروبی تھے جو کفارہ گاہ پر سایہ کرتے تھے۔ان باتوں کے مفصل بیان کرنے کا یہ موقع نہیں۔(6) جب یہ چیزیں اس طرح بن چکیں تو پہلے خیمہ میں تو امام ہر وقت داخل ہوتے اور عبادت کا کام انجام دیتے ہیں۔(7)مگر دوسرے میں صرف امامِ اعظم ہی سال میں ایک بار تشریف لے جاتے ہیں اور بغیر خون کے نہیں جاتے جسے اپنے واسطے اور امت کی بھول چوک کے واسطے پیش کرتے ہیں۔(8)اس سے روح الہیٰ کا یہ اشارہ ہے کہ جب تک پہلا خیمہ کھڑا ہے پاک مکان کی راہ ظاہر نہیں ہوئی۔(9)وہ خیمہ موجودہ زمانہ کے لئے ایک مثال ہے اور اس کے مطابق ایسی منتیں اور قربانیاں پیش کی جاتی تھیں جو عبادت کرنے والے کو دل کے اعتبار سے کامل نہیں کرسکتیں۔(10) اس لئے کہ وہ صرف کھانے پینے اور طرح طرح کے وضو کی بنا پر جسمانی احکام ہیں جو اصلاح کے وقت مقرر کئے گئے ہیں۔

(11)لیکن جب سیدنا عیسیٰ مسیح آئندہ کی اچھی چیزوں کے امامِ اعظم ہو کر آئے ہیں تو اس بزرگ تر اور کامل تر خیمہ کی راہ سے جو ہاتھوں کا بنا ہوا یعنی اس دنیا کا نہیں۔(12) اور بکروں اور بچھڑوں کا خون لے کر نہیں بلکہ اپنا ہی خون لے کر بیت اللہ میں ایک ہی بار تشریف لے گئے اور غیرفانی چھٹکارا کرایا۔کیونکہ جب بکروں اور بیلوں کے خون اور گائے کی راکھ ناپاکوں پر چھڑکے جانے سے ظاہری پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔(14) تو سیدنا مسیح کا خون جنھوں نے اپنے آپ کو ازلی روح الہیٰ کے وسیلہ سے پروردگار کے سامنے بے عیب قربان کردیا تمہارے دلوں کو مردہ کاموں سے کیوں نہ پاک کریں گے تاکہ زندہ پروردگار کی عبادت کریں۔(15) اور اسی سبب سے دونئے عہد کا درمیانی ہیں تاکہ اس موت کے وسیلہ سے جو پہلے عہد کے وقت قصوروں کی معافی کے لئے ہوئی ہے بلائے ہوئے لوگ وعدہ کے مطابق غیرفانی میراث حاصل کریں۔(16) کیونکہ جہاں وصیت ہے وہاں وصیت کرنے والے کی موت بھی ثابت ہونا ضرور ہے۔(17) اس لئے کہ وصیت موت کے بعد ہی جاری ہوتی ہے اور جب تک وصیت کرنے ولا زندہ رہتا ہے اس کا اجرا نہیں ہوتا۔(18) اسی لئے پہلا عہد بھی بغیر خون کے نہیں باندھا گیا۔(19) چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تمام امت کو شریعت کا ہر ایک حکم فرما چکے تو بچھڑوں اور بکروں کا خون لے کر پانی اور لال اُون اور زوفا کے ساتھ توریت شریف اور تمام امت پر چھڑک دیا۔(20) اور فرمایا کہ اس عہد کا خون ہے جس کا حکم پروردگارِ عالم نے تمہارے لئے دیا ہے۔(21) اور اسی طرح انہوں نے خیمہ اور عبادت کی تمام چیزوں پر خون چھڑکا۔(22) اور تقریباً سب چیزیں شریعت کے مطابق خون سے پاک کی جاتی ہیں اور بغیر خون بہائے معافی نہیں ہوتی۔

سیدنا عیسیٰ مسیح کی قربانی گناہ معاف کرتی ہے

(23)پس ضرور تھا کہ آسمانی چیزوں کی نقلیں تو ان کے وسیلہ سے پاک کی جائیں مگر خود آسمانی چیزیں ان سے بہتر قربانیوں کے وسیلہ سے ۔(24) کیونکہ سیدنا عیسیٰ مسیح اس ہاتھ کے بنائے ہوئے پاک مکان میں داخل نہیں ہوئے جو حقیقی پاک

مکان کا نمونہ ہے بلکہ آسمان ہی میں داخل ہوئے تا کہ اب پروردگار کے روبرو ہماری خاطر حاضر ہوں۔(25) یہ نہیں کہ وہ اپنے آپ کو بار بار قربان کریں جس طرح امامِ اعظم ہر سال بیت اللہ میں خون لے کر جاتا ہے۔(26) ورنہ بنایِ عالم سے لے کر آپ کو بار بار دکھ اٹھانا ضرور ہوتا مگر اب زمانوں کے آخر میں ایک بار ظاہر ہوئے تا کہ اپنے آپ کو قربان کرنے سے گناہ کو مٹا دئیں۔(27) اور جس طرح آدمیوں کے لئے ایک بار مرنا اور اس کے بعد عدالت کا ہونا مقرر ہے۔(28) اسی طرح سیدنا عیسیٰ مسیح بھی ایک بار بہت لوگوں کے گناہ اٹھانے کے لئے قربان ہو کر دوسری بار بغیر گناہ کے نجات کے لئے ان کو دکھائی دیں گے جو آپ کی راہ دیکھتے ہیں۔

رکوع 10

(1) کیونکہ شریعت جس میں آئندہ کی اچھی چیزوں کا عکس ہے اور ان چیزوں کی اصلی صورت نہیں ان ایک ہی طرح کی قربانیوں سے جو ہر سال بلاناغہ پیش کی جاتی ہیں پاس آنے والوں کو ہرگز کامل نہیں کر سکتی۔(2) ورنہ ان کا پیش کرنا موقوف نہ ہو جاتا؟ کیونکہ جب عبادت کرنے والے ایک بار پاک ہو جاتے تو پھر ان کا دل انہیں گنہگار نہ ٹھہراتا۔(3) بلکہ وہ قربانیاں سال بہ سال گناہوں کو یاد دلاتی ہیں۔(4) کیونکہ ممکن نہیں کہ بیلوں اور بکروں کا خون گناہوں کو دور کرے۔اسی لئے آپ دنیا میں تشریف لاتے وقت فرماتے ہیں کہ

پروردگارِ عالم نے قربانی اور منت کو پسند نہ کیا۔
بلکہ میرے لئے ایک بدن تیار کیا۔
(6) پوری سوختنی قربانیوں اور گناہ کی قربانیوں سے
آپ خوش نہ ہوئے۔
(7) اس وقت میں نے کہا کہ دیکھو! میں آیا ہوں
(کتاب مقدس کے ورقوں میں میری نسبت لکھا ہوا ہے)
تا کہ اے پروردگار آپ کی رضا پوری کروں۔

(8) اوپر تو وہ فرماتے ہیں کہ نہ آپ نے قربانیوں اور منتوں اور پوری سوختنی قربانیوں اور گناہ کی قربانیوں کو پسند کیا اور نہ ان سے خوش ہوئے حالانکہ وہ قربانیاں شریعت کے موافق پیش کی جاتی ہیں۔(9) اور پھر یہ فرماتے ہیں کہ دیکھو میں آیا ہوں تا کہ رضائے الٰہی پوری کروں۔غرض وہ پہلے کو موقوف کرتے ہیں تا کہ دوسرے کو قائم کریں۔(10) اسی مرضی کے سبب سے ہم سیدنا عیسیٰ مسیح کے جسمِ مبارک کے ایک ہی بار قربان ہونے کے وسیلہ سے پاک کئے گئے ہیں۔(11) اور ہر ایک امام تو کھڑا ہو کر ہر روز عبادت کرتا ہے اور ایک ہی طرح کی قربانیاں بار بار پیش کرتا ہے جو ہرگز گناہوں کو دور نہیں کر سکتیں۔(12) لیکن سیدنا عیسیٰ

مسیح ہمیشہ کے لئے گناہوں کے واسطے ایک ہی قربانی پیش کرکے پروردگارِ عالم کی دہنی طرف جا بیٹھیں۔(12)اور اسی وقت سے منتظر ہیں کہ آپ کے دشمن آپ کے پاؤں تلے کی چوکی بنیں۔(14) کیونکہ آپ نے ایک ہی قربانی چڑھانے سے ان کو ہمیشہ کے لئے کامل کردیا ہے جو پاک کئے جاتے ہیں۔(15)اور روحِ الہٰی بھی ہم کو یہی فرماتے ہیں کیونکہ یہ کہنے کے بعد کہ

(16) پروردگارِ عالم فرماتے ہیں

جو عہد میں ان دنوں کے بعد ان سے باندھوں گا

وہ یہ ہے کہ

میں اپنے قانون ان کے دلوں پر لکھوں گا

اور ان کے ذہن میں ڈالوں گا

(17) پھر وہ یہ فرماتے ہیں کہ

ان کے گناہوں اور بے دینیوں کو پھر کبھی یاد نہ کروں گا۔

(18)اور جب ان کی معافی ہو گئی ہے تو پھر گناہ کی قربانی نہیں رہی۔

نصیحتِ وفاداری

(19) پس اے بھائیو! چونکہ ہمیں سیدنا عیسیٰ مسیح کے خون کے سبب سے اس نئی اور زندہ راہ سے پاک مکان میں داخل ہونے کی دلیری ہے۔(20)جو آپ نے پردہ یعنی اپنے جسمِ مبارک میں سے ہو کر ہمارے لئے نامزد کی ہے۔(21) اور چونکہ ہمارے ایسے بڑے امام ہیں جو اللہ وتبارک تعالیٰ کے گھر کے مختار ہیں۔(22) تو آؤ ہم سچے دل اور پورے ایمان کے ساتھ اور دل کے الزام کو دور کرنے کے لئے دلوں پر چھینٹے لے کر اور بدن کو صاف پانی سے دھلوا کر رب العالمین کے پاس چلیں۔(23)اور اپنی امید کے اقرار کو مضبوطی سے تھامے رہیں کیونکہ جس نے وعدہ کیا ہے وہ سچا ہے۔(24)اور محبت اور نیک کاموں کی ترغیب دینے کے لئے ایک دوسرے کا لحاظ رکھیں۔(25)اور ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہونے سے باز نہ آئیں جیسا بعض لوگوں کا دستور ہے بلکہ ایک دوسرے کو نصیحت کریں اور جس قدر اس دن کو نزدیک ہوتے ہوئے دیکھتے ہو اسی قدر زیادہ کیا کرو۔

(26) کیونکہ حق کی پہچان حاصل کرنے کے بعد اگر ہم جان بوجھ کر گناہ کریں تو گناہوں کی کوئی اور قربانی باقی نہیں رہی۔(27)ہاں عدالت کا ایک ہولناک انتظار اور غضب ناک آتش باقی ہے جو مخالفین کو کھا لے گی۔(28)جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا نہ ماننے والا دو یا تین شخصوں کی گواہی سے بغیر رحم کئے مارا جاتا ہے۔(29) تو خیال کرو کہ وہ شخص کس قدر زیادہ سزا کے لائق ٹھہرے گا جس نے پروردگارِ عالم کے ازلی محبوب کو پامال کردیا اور عہد کے خون کو جس سے وہ پاک ہوا تھا ناپاک جانا اور

مہربانی کے روح کو بے عزت کیا۔(30) کیونکہ اسے ہم جانتے ہیں کہ جس نے فرمایا کہ انتقام لینا میرا کام ہے۔ بدلہ میں ہی دوں گا اور پھر یہ کہ پروردگار اپنی امت کی عدالت کریں گے۔(31) زندہ رب کے ہاتھوں میں پڑنا ہولناک بات ہے۔

(32) لیکن ان پہلے دنوں کو یاد کرو کہ تم نے منور ہونے کے بعد دکھوں کی بڑی لڑائی کی برداشت کی۔(33) کچھ تو یوں کہ لعن طعن اور مصیبتوں کے باعث تمہارا تماشہ بنا اور کچھ یوں کہ تم ان کے شریک ہوئے جن کے ساتھ یہ بدسلوکی ہوتی تھی۔(34) چنانچہ تم نے قیدیوں کی ہمدردی کی اور اپنے مال کا لٹ جانا بھی خوشی سے منظور کیا۔ یہ جان کر کے تمہارے پاس ایک بہتر اور دائمی ملکیت ہے۔

(35) پس اپنا پختہ اعتبار ہاتھ سے نہ جانے دو۔اس لئے کہ اس کا بڑا اجر ہے۔(36) کیونکہ تمہیں صبر کرنا ضرور ہے تاکہ رضائے الٰہی پوری کرکے وعدہ کی ہوئی چیز حاصل کرو۔

(37) اور اب بہت ہی تھوڑی مدت باقی ہے کہ

آنے والا آئے گا اور دیر نہ کرے گا۔

(38) اور میرا سچا بندہ ایمان سے جیتا رہے گا۔

اگر وہ ہٹے گا تو میرا دل اس سے خوش نہ ہوگا۔

(39) لیکن ہم ہٹنے والے نہیں کہ ہلاک ہوں بلکہ ایمان رکھنے والے ہیں کہ جان بچائیں۔

ایمانِ مقدّمین

رکوع 11

(1) اب ایمان ، امید کی ہوئی چیزوں کا اعتماد اور اَن دیکھی چیزوں کا ثبوت ہے۔(2) کیونکہ اسی کے سبب سے مقدمین کے حق میں اچھی شہادت دی گئی ۔ایمان ہی سے معلوم کرتے ہیں کہ عالم رب العالمین کے کہنے سے بنے ہیں۔ یہ نہیں کہ جو کچھ نظر آتا ہے ظاہری چیزوں سے بنا ہو۔(4) ایمان ہی سے حضرت ہابل نے حضرت قائن سے افضل قربانی پروردگار کے لئے پیش کی اور اسی کے سبب سے ان کے سچا ہونے کی شہادت دی گئی کیونکہ پروردگار نے ان کی منت کی بابت شہادت دی اور اگرچہ وہ مر گئے تو بھی انہیں کے وسیلہ سے اب تک کلام کرتے ہیں۔(5) ایمان ہی سے حضرت حنوک علیہ السلام اٹھا لئے گئے تاکہ موت کو نہ دیکھیں اور چونکہ رب العالمین نے انہیں اٹھا لیا تھا اس لئے ان کا پتہ نہ ملا کیونکہ اٹھائے جانے سے پیشتر ان کے حق میں یہ شہادت دی گئی تھی کہ یہ پروردگار کو پسند آیا ہے۔(6) اور بغیر ایمان کے اس کو پسند آنا ناممکن ہے۔اس لئے کہ پروردگار کے پاس آنے والے کو ایمان لانا چاہیے کہ وہ موجود ہے اور اپنے طالبوں کو بدلہ دیتے ہیں۔(7) ایمان ہی کے سبب سے حضرت نوح علیہ السلام نے ان چیزوں کی بابت جو اس وقت تک نظر نہ آتی تھیں ہدایت پا کر پروردگار کے خوف سے اپنے گھرانے کے بچاؤ کے لئے کشتی بنائی جس سے

اس نے دنیا کو مجرم ٹھہرایا اور اس سچائی کے وارث ہوئے جو ایمان سے ہے۔(8) ایمان ہی کے سبب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام جب بلائے گئے تو حکم مان کر اس جگہ ہجرت کر گئے جسے میراث میں لینے والے تھے اور اگرچہ جانتے نہ تھے کہ میں کہاں جاتا ہوں تو بھی روانہ ہوگئے۔(9) ایمان ہی سے انہوں نے ملکِ موعود میں اس طرح مسافرانہ طور پر بودوباش کی کہ گویا غیر ملک ہے اور اضحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام سمیت جو ان کے ساتھ اسی وعدہ کے وارث تھے خیموں میں سکونت کی۔(10) کیونکہ آپ اس پائیدار شہر کے امید وار تھے جس کا معمار اور بنانے والا پروردگار ہے۔(11) ایمان ہی سے حضرت سارہ علیہ السلام نے بھی سنِ یاس کے بعد حاملہ ہونے کی طاقت پائی اس لئے کہ انہوں نے وعدہ کرنے والے کو سچا جانا۔(12) پس ایک شخص جو مردہ سا تھا آسمان کے ستاروں کے برابر کثیر اور سمندر کے کنارے کی ریت کے برابر بے شمار اولاد پیدا ہوئی۔

(13) یہ سب ایمان کی حالت میں مرے اور وعدہ کی ہوئی چیزیں نہ پائیں مگر دور ہی سے انہیں دیکھ کر خوش ہوئے اور اقرار کیا کہ ہم زمین پر پردیسی اور مسافر ہیں۔(14) جو ایسی باتیں کہتے ہیں وہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم اپنے وطن کی تلاش میں ہیں۔(15) اور جس ملک سے وہ نکل آئے تھے اگر اس کا خیال کرتے تو انہیں واپس جانے کا موقع تھا۔(16) مگر حقیقت میں وہ ایک بہتر یعنی آسمانی ملک کے مشتاق تھے۔ اسی لئے پروردگار ان سے یعنی ان کا رب کہلانے سے شرمائے نہیں چنانچہ اس نے ان کے ایک شہر تیار کیا۔

(17) ایمان ہی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزمائش کے وقت حضرت اضحاق علیہ السلام کو قربانی کے لئے پیش کیا اور جن وعدوں کو سچ مان لیا تھا وہ اس اکلوتے کو نذر کرنے لگے۔(18) جس کی بابت یہ فرمایا گیا تھا کہ حضرت اضحاق ہی سے تمہاری نسل کہلائے گی۔(19) کیونکہ وہ سمجھے کہ پروردگارِ عالم مردوں میں سے جلانے پر بھی قادر ہے چنانچہ ان ہی میں سے تمثیل کے طور پر وہ انہیں پھر ملے۔(20) ایمان ہی سے حضرت اضحاق نے ہونے والی باتوں کی بابت بھی حضرت یعقوب اور حضرت عیسو دونوں کو دعا دی۔(21) ایمان ہی سے حضرت یعقوب نے مرتے وقت حضرت یوسف کے دونوں بیٹوں میں سے ہر ایک کو دعا دی اور اپنے عصا کے سرے پر سہارا لے کر سجدہ کیا۔(22) ایمان ہی سے حضرت یوسف نے جب وہ مرنے کے قریب تھے بنی اسرائیل کی ہجرت کا ذکر کیا اور اپنی ہڈیوں کی بابت حکم دیا۔(23) ایمان ہی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد اور والدہ نے آپ کے پیدا ہونے کے بعد تین مہینے تک آپ کو چھپائے رکھا کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ بچہ خوب صورت ہے اور وہ بادشاہ کے حکم سے نہ ڈرے۔(24) ایمان ہی سے حضرت موسیٰ نے بڑے ہو کر فرعون کی بیٹی کا بیٹا کہلانے سے انکار کیا۔(25) اس لئے کہ انہوں نے گناہ کا چند روزہ لطف اٹھانے کی نسبت پروردگار کی امت کے ساتھ بدسلوکی برداشت کرنا زیادہ پسند کیا۔(26) اور سیدنا مسیح کے لئے رسوا ہونے کو مصر کے خزانوں سے بڑی دولت جانا کیونکہ ان کی نگاہ اجر پانے پر تھی۔(27) ایمان ہی سے انہوں نے بادشاہ کے قہر کا خوف نہ کر کے مصر سے ہجرت کی۔ اس لئے کہ آپ ان کو دیکھیں کہ گویا دیکھ کر ثابت قدم رہیں۔(28) ایمان ہی سے آپ نے فسح کرنے اور خون چھڑکنے پر عمل کیا تاکہ پہلوٹھوں کا ہلاک کرنے والا بنی اسرائیل کو ہاتھ نہ لگائے۔(29) ایمان ہی

سے وہ بحر قلزم سے اس طرح گذر گئے جیسے خشک زمین پر سے اور جب مصریوں نے یہ قصد کیا تو ڈوب گئے۔(30) ایمان ہی سے یریحو کی شہر پناہ جب سات دن تک اس کے گرد پھر چکے تو گر پڑی۔(31) ایمان ہی سے راحب فاحشہ نافرمانوں کے ساتھ ہلاک نہ ہوئی کیونکہ اس نے جاسوسوں کو امن سے رکھا تھا۔(33) اب اور کیا کہوں؟ اتنی فرصت کہاں کہ جدعون اور برق اور سمسون اور افتاده اور داؤد اور سموئیل اور ، اور انبیاء کا احوال بیان کروں؟(34) انہوں نے ایمان ہی کے سبب سے سلطنتوں کو مغلوب کیا۔ سچائی کے کام کئے۔وعدہ کی ہوئی چیزوں کو حاصل کیا۔ شیروں کے منہ بند کئے۔آگ کی تیزی کو بجھایا۔ تلوار کی دھار سے بچ نکلے۔ کمزوری میں زور آور ہوئے۔لڑائی میں بہادر بنے مشرکین کی فوجوں کو بھگادیا۔(35) عورتوں نے اپنے مردوں کو پھر زندہ پایا۔ بعض مارکھاتے کھاتے مرگئے مگر رہائی منظور نہ کی تاکہ ان کو بہتر قیامت نصیب ہو۔(36) بعض ٹھٹھوں میں اڑائے جانے اور کوڑے کھانے بلکہ زنجیروں میں باندھے جانے اور قید میں پڑنے سے آزمائے گئے۔(37) سنگسار کئے گئے۔آرے سے چیرے گئے آزمائش میں پڑے۔تلوار سے شہید کئے گئے ۔ بھیڑوں اور بکریوں کی کھال اوڑھے ہوئے محتاجی میں ، مصیبت میں ، بدسلوکی کی حالت میں مارے مارے پھرے۔(38) دنیا ان کے لائق نہ تھی، وہ جنگلوں اور پہاڑوں اور غاروں اور زمین کے گڑھوں میں آوارہ پھرا کئے ۔(39) اور اگرچہ ان سب کے حق میں ایمان کے سبب سے اچھی شہادت دی گئی تو بھی انہیں وعدہ کی ہوئی چیز نہ ملی۔(40) اس لئے رب العالمین نے پیش بینی کرکے ہمارے لئے کوئی بہتر چیز تجویز کی تھی تاکہ وہ ہمارے بغیر کامل نہ کئے جائیں۔

سیدنا عیسیٰ مسیح کا نمونہ

رکوع 12

(1) پس جب کہ گواہوں کا ایسا بڑا بادل ہمیں گھیرے ہوئے ہے توآؤ ہم بھی ہر ایک بوجھ اور اس گناہ کو جو ہمیں آسانی سے الجھالیتا ہے دور کرکے اس دوڑ میں صبر سے دوڑیں جو ہمیں درپیش ہے۔(2) اور ایمان کے بانی اور کامل کرنے والے سیدنا عیسیٰ مسیح کو تکتے رہیں جنہوں نے اس خوشی کے لئے جو آپ کی نظروں کے سامنے تھی شرمندگی کی پروانہ کرکے صلیب کا دکھ سہا اور پروردگار کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھے۔(3) پس ان پر غور کرو جس نے اپنے حق میں برائی کرنے والے گنہگاروں کی اس قدر مخالفت کی برداشت کی تاکہ تم بے دل ہو کر ہمت نہ ہارو۔(4) تم نے گناہ سے لڑنے میں اب تک ایسا مقابلہ نہیں کیا جس میں خون بہا ہو۔(5) اور تم اس نصیحت کو بھول گئے جو تمہیں فرزندوں کی طرح کی جاتی ہے کہ

اے میرے بیٹے! پروردگار کی تنبیہ کو ناچیز نہ جانو

اور جب وہ تمہیں ملامت کریں تو بے دل نہ ہو۔

(6) کیونکہ جس سے پروردگار محبت رکھتے ہیں اسے

تنبیہ بھی کرتے ہیں

اور جس کو پیارا بنالیتے ہیں اس کے درے بھی لگاتے ہیں

(7) تم جو کچھ دکھ سہتے ہو وہ تمہاری ترتیب کے لئے ہے۔ پروردگار فرزند جان کر تمہارے ساتھ سلوک کرتے ہیں۔وہ کون سا بیٹا ہے جسے باپ تنبیہ نہیں کرتا؟ (8)اور اگر تمہیں وہ تنبیہ نہیں کی گئی جس میں سب شریک ہیں تو تم فتنہ پرداز ٹھہرے نہ بیٹے۔(9)علاوہ اس کے جب ہمارے جسمانی باپ ہمیں تنبیہ کرتے تھے اور ہم ان کی تعظیم کرتے رہے تو کیا روحوں کے رب کی اس سے زیادہ تابعداری نہ کریں جس سے ہم زندہ رہیں؟ (10)وہ تو تھوڑے دنوں کےواسطے اپنی سمجھ کر موافق تنبیہ کرتے تھے مگر یہ ہمارے فائدہ کے لئے کرتے ہیں تاکہ ہم بھی ان کی پاکیزگی میں شامل ہوجائیں۔(11) اور بالفعل ہر قسم کی تنبیہ خوشی کا نہیں بلکہ غم کا باعث معلوم ہوتی ہے مگر جو اس کے سہتے سہتے پختہ ہوگئے ہیں ان کو بعد میں چین کے ساتھ سچائی کا پھل بخشتی ہے۔

ہدایات اور انتباہ

(12)پس ڈھیلے ہاتھوں اور سست گھٹنوں کو درست کرو۔(13) اور اپنے پاؤں کے لئے سیدھے راستے بناؤ۔(14)سب کے ساتھ میل ملاپ رکھنے اور اس پاکیزگی کے طالب رہو جس کے بغیر کوئی پروردگار نہ دیکھے گا۔(15) غور سے دیکھتے رہو کہ کوئی شخص پروردگار کی مہربانی سے محروم نہ رہ جائے۔ایسا نہ ہو کہ کوئی کڑوی جڑ پھوٹ کر تمہیں دکھ دے اور اس کے سبب سے اکثر لوگ ناپاک ہوجائیں۔(16) اور نہ کوئی بدکار یا حضرت عیسو کی طرح بے دین ہو جس نے ایک وقت کے کھانے کے عوض اپنے پہلوٹھے ہونے کا حق بیچ ڈالا۔(17) کیونکہ تم جانتے ہو کہ اس کے بعد جب انہوں نے برکت کا وارث ہونا چاہا تو منظور نہ ہوا۔چنانچہ ان کی نیت کی تبدیل کا موقع نہ ملا گو انہوں نے آنسو بہا بہا کر اس کی بڑی تلاش کی۔

(18) تم اس پہاڑ کے پاس نہیں آئے جس کو چھونا ممکن تھا اور وہ آگ سے جلتا تھا اور اس پر کالی گھٹا اور تاریکی اور طوفان۔(19) نرسنگے کا شور اور کلام کرنے والے کی ایسی آواز تھی جس کے سننے والوں نے درخواست کی کہ ہم سے اور کلام نہ کیا جائے ۔(20) کیونکہ وہ اس حکم کی برداشت نہ کرسکے کہ اگر کوئی جانور بھی اس پہاڑ کو چھوئے تو سنگسار کیا جائے ۔(21)اور وہ نظارہ ایسا ہیبت ناک تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ڈرتا اور کانپتا ہوں ۔(22) بلکہ تم کوہِ صیون اور زندہ رب کے شہر یعنی آسمانی یروشلیم کے پاس اور لاکھوں فرشتگان۔ (23)اور ان پہلوٹھوں کی عام جماعت جن کے نام آسمان پر لکھے ہیں اور سب کے منصف رب اور کامل کئے ہوئے متقیوں کی روحوں۔(24)اور نئے عہد کے درمیانی سیدنا عیسیٰ مسیح اور چھڑکاؤ کے اس خون کے پاس آئے جو حضرت ہابل علیہ السلام کے خون کی نسبت بہتر باتیں کہتا ہے۔(25)خبردار! اس کہنے والے کا انکار نہ کرنا کیونکہ جب وہ لوگ زمین پر ہدایت کرنے والے کا انکار کرکے نہ بچ سکے تو ہم آسمان پر کے ہدایت کرنے والے سے منہ موڑ کر کیوں کر بچ سکیں گے؟ (26) اس کی آواز نے اس وقت تو زمین کو ہلا دیا مگر اب اس نے یہ وعدہ کیا ہے کہ ایک بار پھر میں فقط زمین ہی کو نہیں بلکہ

آسمان کو بھی ہلادوں گا۔(27)اور یہ عبارت کہ ایک بار پھر اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ جو چیزیں ہلادی جاتی ہیں مخلوق ہونے کے باعث ٹل جائیں گی تاکہ بے ہلی چیزیں قائم رہیں۔(28)پس ہم وہ بادشاہی پاکر جو ہلنے کی نہیں اس مہربانی کو ہاتھ سے نہ دیں جس کے سبب سے پسندیدہ طور پر پروردگارِ عالم کی عبادت خدا ترسی اور خوف کے ساتھ کریں۔(29)کیونکہ رب بھسم کرنے والی آگ ہے۔

رکوع 13

(1) برادرانہ محبت قائم رہے۔(2)مسافر پروری سے غافل نہ رہو کیونکہ اسی کی وجہ سے بعض نے بے خبری میں فرشتگان کی مہمان داری کی ہے۔(3)قیدیوں کو اس طرح یادرکھو کہ گویا تم ان کے ساتھ قید ہو اور جن کے ساتھ بدسلوکی جاتی ہے ان کو بھی یہ سمجھ کر یادرکھو کہ ہم بھی جسم رکھتے ہیں(4)بیاہ کرنا سب میں عزت کی بات سمجھی جائے اور بستر بے داغ رہے کیونکہ پروردگار بدکاروں اور زانیوں کی عدالت کرے گا۔(5)زر کی دوستی سے خالی رہو اور جو تمہارے پاس ہے اسی پر قناعت کرو کیونکہ اس نے خود فرمایا ہے کہ میں تم سے ہرگز دست بردار نہ ہوں گا اور کبھی تمہیں نہ چھوڑوں گا۔(6) اس واسطے ہم جودلیری کے ساتھ کہتے ہیں کہ

پروردگار میرا مددگار ہے۔میں خوف نہ کروں گا۔
انسان میرا کیا کرے گا؟

(7)جو تمہارے پیشوا تھے اور جنہوں نے تمہیں پروردگار کا کلام سنایا انہیں یادرکھو اور ان کی زندگی کے انجام پر غور کرکے ان جیسے ایمان دار ہوجاؤ۔(8)سیدنا عیسیٰ مسیح کل اور آج بلکہ ابد تک یکساں ہیں۔(9)مختلف اور بیگانہ تعلیم کے سبب سے بھٹکتے نہ پھرو کیونکہ مہربانی سے دل کا مضبوط رہنا بہتر ہے نہ کہ ان کھانوں سے جن کے استعمال کرنے والوں نے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔(10)ہماری ایک ایسی قربان گاہ ہے جس میں سے خیمہ کی خدمت کرنے والوں کو کھانے کا اختیار نہیں۔(11)کیونکہ جن جانوروں کا خون امامِ اعظم پاک مکان میں گناہ کے کفارہ کے واسطے لے جاتا ہے ان کے جسم خیمہ گاہ کے باہر جلائے جاتے ہیں۔(12)اسی لئے سیدنا عیسیٰ مسیح نے بھی امت کو خود اپنے خون سے پاک کرنے کے لئے دروازہ کے باہر دکھ اٹھایا۔(13)پس آؤ ان کی رسوائی کو اپنے اوپر لئے ہوئے خیمہ گاہ سے باہر ان کے پاس چلیں۔(14) کیونکہ یہاں ہمارا کوئی قائم رہنے والا شہر نہیں بلکہ ہم آنے والے شہر کی تلاش میں ہیں۔(15)پس ہم ان کے وسیلہ سے حمد کی قربانی یعنی ان ہونٹوں کا پھل جو ان کے نام کا اقرار کرتے ہیں پروردگار کے لئے ہر وقت چڑھایا کریں۔(16) اور بھلائی اور سخاوت کرنا نہ بھولو اس لئے کہ پروردگار ایسی قربانیوں سے خوش ہوتے ہیں۔(17) اپنے پیشواؤں کے فرمانبردار اور تابع رہو کیونکہ وہ تمہاری روحوں کے فائدہ کے لئے ان کی طرح جاگتے رہتے ہیں جنہیں حساب دینا پڑے گا تاکہ وہ خوشی سے یہ کام کریں نہ رنج سے کیونکہ اس صورت میں تمہیں کچھ فائدہ نہیں۔

(18)ہمارے واسطے دعا کرو کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ ہمارا دل صاف اور ہم ہر بات میں نیکی کے ساتھ زندگی گذارنا چاہتے ہیں۔(19) میں تمہیں یہ کام کرنے کی اس لئے اور بھی نصیحت کرتا ہوں کہ میں جلد تمہارے پاس پھر آنے پاؤں۔

اختتامی دعا

(20)اب رب العالمین اطمینان کا چشمہ جو بھیڑوں کے بڑے چرواہے یعنی ہمارے آقا و مولا سیدنا عیسیٰ مسیح کو ابدی عہد کے خون کے باعث مردوں میں سے زندہ کرکے اٹھالایا۔(21) تم کو ہر نیک بات میں کامل کرتے تاکہ تم اس کی رضا پوری کرو اور جو کچھ اس کے نزدیک پسندیدہ ہے سیدنا عیسیٰ مسیح کے وسیلہ سے ہم میں پیدا کرے۔ جس کی تمجید ابدالآباد ہوتی رہے۔آمین۔

تسلیمات

(22)اے بھائیو! میں تم سے التماس کرتا ہوں کہ اس نصیحت کے کلام کی برداشت کرو کیونکہ میں نے تمہیں مختصر طور پر لکھا ہے۔(23) تم کو واضح ہو کہ ہمارا بھائی تمیتھیس رہا ہو گیا ہے۔ اگر وہ جلد آگیا تو میں اس کے ساتھ تم سے ملوں گا۔

(24) اپنے سب پیشواؤں اور سب ہم ایمان سے سلام کہو۔ اطالیہ والے تمہیں سلام کہتے ہیں۔

(25) تم سب پر پروردگار کی مہربانی ہوتی رہے۔آمین۔